جملہ حقوق محفوظ ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

اے ایمان والو صبر اور نماز سے استعانت حاصل کرو،
بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں!

رسالہ حقیقتِ ماتم

جس میں

قرآن مجید کی آیات اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ائمہ اہل بیت عظام کی صحیح متعدد روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلامی تہذیب وتعلیم میں نوحے ماتم مرثیہ تعزیہ کے رسم ورواج کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ اسلام کی مقدس تعلیم میں جابجا صبر کی تلقین اور تبلیغ کی گئی ہے۔

مصنفہ
مناظر اعظم حضرت العلامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی

ناشر
شعبہ نشر واشاعت تنظیم اہل سنت پاکستان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (پ ۲)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے استعانت حاصل کرو،
بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں!

رسالہ

حقیقتِ ماتم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

جس میں

قرآن مجید کی آیات اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ائمہ اہلِ بیت عظام کی صحیح متعدد روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلامی تہذیب وتعلیم میں نوحے ماتم مرثیہ تعزیہ کے رسم ورواج کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ اسلام کی مقدس تعلیم میں جابجا صبر کی تلقین اور تبلیغ کی گئی ہے

مصنفہ

مناظرِ اعظم حضرت العلامہ مولانا محمد عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی

ناشر
شعبہ نشر واشاعت تنظیم اہل سنت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ محمد امام الصابرین وعلٰی خلفائہ الراشدین المھدیین وعلٰی جمیع اصحابہ المرضیین وعلٰی اٰلہ الطیبین الطاھرین، اما بعد!

یہ مختصر معروضات رضائے الٰہی اور اپنے مسلمان بھائیوں کی خیرخواہی کے لیے پیش کی جا رہی ہیں۔

عزیز بھائیو! دنیا و آخرت کی بے شمار نعمتوں میں سب سے بڑی اور اعظیم الشان نعمت جو رضائے الٰہی کی موجب ہے، وہ معرفتِ الٰہی اور ایمان باللہ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم مسلمانوں پر یہ احسانِ عمیم اور انعامِ عظیم ہے کہ اس ارحم الراحمین نے ہم کو اپنے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرما کر ایمان و اسلام کی ہدایت اور سعادت بخشی۔ اللہ تعالیٰ کا دین فقط دینِ اسلام ہے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ	اللہ تعالیٰ کے ہاں دین صرف اسلام ہی ہے۔
وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔	اور جس نے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین طلب کیا وہ مردود ہے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ اور قیامت میں وہ شخص خاسرین میں ہوگا۔

اسلام بناوٹی دین نہیں

یہ اسلام اللہ تعالیٰ کا دینِ حق ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی محفوظ مقدس کتاب قرآن کریم میں اپنے حبیب سید المرسلین خاتم النبیین کے ذریعہ ابد الآباد تک کے لیئے نازل فرمایا ہے۔ اوہام و ظنون یا لوگوں کے خیالات و خواہشات سے بنا بنایا ہوا کوئی بناوٹی اور خیالی دین نہیں کہ جس میں جو کوئی چاہے اپنی رائے اور خیال سے کچھ گھسیڑ دے۔ اس کا نہ تو کسی حاکم و بادشاہ کو حق ہے۔ اور نہ عوام و خواص اماموں، ولیوں، مجتہدوں، پیروں اور مولویوں کو حق ہے کہ وہ اپنی عقل و رائے سے جو چاہیں دین میں داخل و شامل کر دیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حق تو اپنے پیارے پیغمبر خاتم النبیینؐ کو بھی نہیں دیا کہ اپنی طرف سے ایک چھوٹا سا کلمہ بھی قرآن مجید اور دین میں شامل کر سکیں یا وحی اور حکمِ الٰہی کے بغیر کوئی عمل کر سکیں یا کسی حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں۔ یہ حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے کہ جو احکام اور فرمان نازل فرما دیں وہی دینِ حق اور دینِ اسلام ہے جس کی پابندی خود حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ مومنین پر واجب اور لازم ہے۔ قرآن کریم میں ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ○	دین کے متعلق آپؐ اپنے خیال و خواہش سے نہیں فرماتے مگر وہی جو وحی کے ذریعہ آپؐ تک بھیجا جاتا ہے۔

نیز فرمایا:۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ	میں صرف وحی الٰہی کی اتباع کرتا ہوں اگر اس کی نافرمانی کروں تو یوم عظیم کے

رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ‏ — عذاب کا مجھے خوف ہے!

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے دین کا مسئلہ نہیں بنا سکتے تو پھر کسی دوسرے کو کیا حق ہے کہ وہ دینِ اسلام میں کچھ اپنی طرف سے شامل و داخل کر سکے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین کے مسائل میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرماتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی ہی کرتے تھے اس لیے آپؐ کی اتباع امت پر فرض ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

حضورؐ سرچشمۂ ہدایت ہیں اور آپؐ کی ذاتِ گرامی تم لوگوں (امت) کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو تم میری اتباع کرو، تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔

عن مالک بن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما ان تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ (مشکوٰۃ ۳۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو دو ایسی چیزیں دے کر جا رہا ہوں کہ جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو سکو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسری سنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

خلاصہ یہ ہے کہ دین اسلام ان قواعد اور اصول کا نام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت اور امت کو عطا فرمائے۔ اور وہ سارے قواعد و اصول و احکام

و فرمان کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں موجود ہیں ان کے خلاف کوئی عقیدہ، نظریہ، کوئی قول و فعل کوئی رسم رواج اور کوئی طور طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اور مقبول نہیں، بلکہ وہ صریح گمراہی اور ضلالت ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب و ناراضگی اور عذاب و عتاب کا موجب ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف جو عمل ہوگا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقدس بزرگانِ دین کی رضا و خوشنودی ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

جناب سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ قرآن مجید کے وقت دنیا میں ہر طرف شرک کفر، ظلم و تعدی، جور و جفا، بد تہذیبی، بے حیائی بد اخلاقی، شراب خوری، شرارتوں، شور شوں غرضیکہ ہر قسم کی برائیوں کا دور دورہ تھا۔ اپنے بچوں کو قتل کرنے اور زندہ در گور کرنے اور حرم کعبہ جیسے مقدس مقام میں شراب پینے اور ننگے طواف کرنے کا عام رواج تھا۔ طاقت ور قبیلے کمزور قبیلوں پر وحشیانہ ظالمانہ طور طریقہ پر درندوں کی طرح حملہ آور ہو کر ان کے مال و جان عورتوں بچوں کو قتل و غارت کرتے اور اس میں اپنی شجاعت اور بہادری کا کمال سمجھتے تھے اور اس قسم کے ظالمانہ قتل و غارت اور بیہودہ لڑائی جھگڑوں میں سالہا سال بلکہ صدیاں گزر رہی تھیں۔

کفارِ عرب میں مقتولین کے لیے نوحہ و ماتم کا عام رواج

ان مختلف لڑائیوں میں جس جس قوم کے بڑے سردار یا بہادر مارے جاتے تو ان کی یاد اور یوم منانے کے لیے ان کے بعد نوحہ خوان ماتم کرنے

والی جماعتیں کھڑی کی جاتی تھیں اور مدتوں تک ان کی یاد میں تمام نوحے قصیدے مرثیے پڑھے سنے جاتے تھے اور عموماً ہر سال عکاظ و مجنہ کے بازار میں میلے لگائے جاتے تھے اور ان میں ہر قوم و قبیلہ اسی قسم کی مرثیہ خوانی وغیرہ سے اپنے بڑوں اور بہادروں کی یاد مناتے تھے۔ عربی ادب کی کتابیں اس کی شاہد عدل ہیں اور ان کتابوں کا باب مراثی ان کے اس رسم و رواج اور تہذیب و تمدن کی پوری طرح وضاحت کرتا ہے۔

تو نبوت کی تعلیم و تربیت نے جس طرح دیگر جملہ برائیوں کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا اسی طرح اس جاہلانہ و مشرکانہ رسم و رواج اور کافرانہ تہذیب و طریقہ کا نام و نشان بھی مٹا دیا ہے اور اس کے برعکس اللہ کی راہ میں رضائے الٰہی کے لیے شہید و قتل ہونے والوں کے لیے دائمی حیات کے ساتھ بہشت کے باغوں میں شاداں و فرحاں سیر و تفریح کرنے اور رب کی طرف سے مخصوص رزق و انعام ملنے کی بشارت اور خوش خبری دے کر مسلمان قوم کے دلوں میں جذبۂ شوقِ شہادت کو شیر و شکر سے بھی زیادہ محبوب و مرغوب بنا دیا۔ اسلام کے اسی جذبۂ شہادت کے باعث ہمیشہ مسلمان مجاہد ہر میدان میں فتح و شکست اور موت و حیات سے بے پرواہ ہو کر رضائے الٰہی کے لیے لڑتے ہیں۔ قرآن کریم نے شہداء کی دائمی حیات کا اور ان کو مردہ نہ کہنے اور مردہ نہ سمجھنے کا زبردست عقیدہ اور یقین پیدا کرایا ہے اور ہر چھوٹے بڑے کی موت یا شہادت کے بعد غم و الم اور صدمہ و مصیبت میں جزع و فزع، نوحہ و ماتم اور بے صبری کو ناجائز قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری

امت کے لیے میری وفات سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی۔ جزع وفزع اور بے صبری، نوحے و ماتم روا نہیں رکھے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سیدنا علیؓ نے فرمایا:۔

لولا انك امرت بالصبر ونهيت عن الجزع لانفدنا عليك ماء الشئون۔ (نہج البلاغہ ج ۲ صفحہ ۲۵۶)	اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور جزع وفزع سے منع نہ کیا ہوتا تو ضرور بالضرور ہم آپؐ کی وفات پر آنکھوں اور سر کا پانی ختم کر دیتے۔

جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات امت کے لیے بڑے سے بڑے صدمہ اور مصیبت کا دن ہے اور اس سے بڑھ کر امت کے لیے اور کوئی صدمہ اور مصیبت نہیں ہو سکتی اس کے باوجود آپؐ کی وفات کے صدمہ پر جب کسی قسم کی بے صبری جزع وفزع، ماتم نوحے کی کسی کو اجازت و اباحت نہیں پھر دوسرا کون ہے جس کی شہادت و موت پر جزع وفزع اور ماتم نوحے وغیرہ جائز ہوں۔

اسلام میں کسی کی موت اور فراق کے صدمہ میں فطری طور پر دل مغموم ہو، اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور زبان سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اور اس سے زیادہ کوئی بے صبری اور آہ وفغاں نہ کرے تو یہ منع نہیں۔ مگر منہ پر تھپڑ مارنا، سینہ کوبی اور بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا اور سیاہی اور مٹی سر اور منہ پر ڈالنا اور کپڑے کالے رنگنا سب ناجائز ہیں۔ ان امور کے ناجائز اور ممنوع ہونے پر قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اقوال بزرگانِ اہلِ بیتِ نبویہ علیہم السلام کے واضح دلائل ہدیۂ ناظرین ہیں۔
وما توفیقی الا باللہ ۔!

(۱) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے استعانت پکڑو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو شعور نہیں۔

(۲) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں ان کو دل میں بھی ہرگز مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، رب کے ہاں رزق دیے جا رہے ہیں اور نہایت خوش ہیں ان انعامات پر جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیے ہیں اور خوش وقت ہوتے ہیں اپنے بعد والوں سے جو ان سے نہیں ملے ہیں کہ نہ ان پر کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

ان دونوں آیات میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے زندہ ہیں خوش ہیں اور بہشت میں ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے خصوصی رزق اور انعامات حاصل ہیں۔ ان پر نہ خوف ہے اور نہ کوئی غم و حزن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو شہیدوں کو زبان سے مردہ کہنے اور دل سے مردہ سمجھنے کی

بھی ممانعت فرمادی ہے چہ جائے کہ ان پر نوحہ و ماتم یا آہ وفغاں اور سینہ کوبی وغیرہ جائز یا کارِ ثواب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان سے بہت کم مرتبہ عام لوگوں کی موت پر بھی صبر کا حکم فرمایا ہے۔ عام موتیٰ کو تو شہداء کے مقامِ عالی شان تک کوئی نسبت اور رسائی نہیں تو ایسے بلند مرتبہ زندہ پاک شہیدوں کے لیے بے صبری اور نوحہ و ماتم کرنا گویا ان کو مردہ اور بے مراد سمجھنا اور ان کی شہادت کو بے وقعت قرار دینا ہے اور شہداء کے متعلق نازل شدہ آیاتِ قرآنی سے رُو گردانی ہے۔ اعاذنا اللہ من الغوایۃ والضلالۃ۔

(۳) وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ.	اور ان لوگوں کو بشارت اور خوش خبری دیجیے جو ہر مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں اور إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی خصوصی عنایات اور رحمتیں ہیں۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(القرآن، پ۲)

اس آیت میں واضح فرمایا ہے کہ صبر کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور عنایتیں ہیں۔ اور ہدایت یافتہ صرف یہی لوگ ہیں۔ یعنی صبر نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی

رحمت اور ہدایت سے محروم ہیں۔

(۴) وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ (پ۵) | اور یہ کہ صبر کرتے رہو تمہارے لیے یہ بہتر ہے۔

(۵) وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۔ (پ۴) | اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

(۶) اَلصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پ۲) | صبر کرنے والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اس آیت شریفہ میں ان لوگوں کے غلط خیال اور باطل عقیدہ کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں صبر کرنے کا جو حکم ہے وہ جنگ و جہاد میں مضبوط رہنے کے معنی میں ہے۔ مگر یہاں مصیبت اور سختی میں صبر کرنے والوں کو اور جہاد میں صبر کرنے والوں کو جدا جدا ذکر کیا گیا ہے۔

(۷) اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ (پ۳) | صبر کرنے والے سچائی پر رہنے والے اور حکم بجا لانے والے بہشت کے حق دار ہیں۔

(۸) حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی گم شدگی اور فراق کی

مصیبت کے وقت بھی فرمایا :۔

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ — صبر ہی نہایت اچھا ہے۔

(۹) حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے ذبح کے خواب کے وقت کہا۔

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ — اے میرے ابا جان! آپ کر گزریں
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ — جو حکم ہے انشاء اللہ آپ مجھے صابرین
مِنَ الصَّابِرِينَ ۔ (پ ۲۳) — میں سے پائیں گے۔

(۱۰) حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا — تحقیق ہم نے اس کو نہایت صبر کرنے والا
نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ — پایا بہت اچھا بندہ تھا رب کی طرف
أَوَّابٌ ۔ (پ ۲۳) — نہایت رجوع کرنے والا تھا۔

(۱۱) وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ — اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذاالکفل
وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ — (علیہم السلام) ہر ایک صبر کرنے
الصَّابِرِينَ ۔ (پ ۱۷) — والوں میں سے تھے۔

(۱۲) مومنوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ — ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے ہیں اور
تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (پ ۳۰) — رحمت مہربانی کی وصیت کرتے ہیں۔

(۱۳) کامیاب و کامران ہونے والے مومنین کے متعلق فرمایا ہے :۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ — ایک دوسرے کو حق بات اور صبر کرنے کی
تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔ (پ ۳۰) — وصیت نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

CamScanner

مختصراً یہ کہ قرآن مجید میں مختلف متعدد مقامات پر حضرات انبیاء کرام اور ایمان والوں اور ہدایت ورحمتِ الٰہی کے مستحق لوگوں کا نمایاں وصف صبر کرنا بیان کیا گیا ہے۔ قرآنی تعلیم کے مطابق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ میں بار بار صبر کی تلقین ہے اور بے صبری، جزع وفزع ماتم نوحے وغیرہ کو گمراہی اور غیر اسلامی طریقہ فرمایا گیا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

(۱۴) من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی فلیخرج من تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی۔

جو شخص میرے فیصلہ اور تقدیر پر راضی نہیں اور میری بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر نہیں کرتا تو وہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل کر کوئی اور رب میرے سوا تلاش کرے۔

(۱۵) لعن اللہ النائحۃ والمستمعۃ

اللہ تعالیٰ نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی کو لعنت کرتے ہیں۔

(۱۶) لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحات۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والوں کو لعنت فرمائی تھی۔

(۱۷) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لیس منا من

وہ ہم میں سے نہیں جو کہ چہرے پر

ضرب الخدود وشق	تھپڑ مارے اور گریبان پھاڑے
الجیوب ودعا بدعوی	اور کفر کے جاہلانہ طریقہ پر آہ و
الجاھلیۃ	فغاں اور واویلا کرے۔

(۱۸) نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

ان المیت لیعذب	تحقیق میت کو اس کے اہل وعیال
ببکاء اھلہ	کے رونے چیخنے کے سبب
علیہ	عذاب دیا جاتا ہے۔

اہل سنت کی کتابوں کی طرح اہل تشیع کی کتابوں میں بھی جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ اہل بیت کے ارشادات میں ہر مصیبت پر صبر کی تلقین اور جزع وفزع ، بے صبری اور ہائے وائے وغیرہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۱۹) ان رسول اللہ صلی	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اللہ علیہ وآلہ وسلم	سیدہ فاطمہ رض کو فرمایا میری وفات
قال لفاطمۃ علیھا السلام	پر اپنے چہرے کو زخمی نہ کرنا اور
اذا انا مت فلا تخمشی	بالوں کو پراگندہ نہ کرنا اور ہائے
علیّ وجھاً ولا ترخی علیّ	وائے کرکے نہ رونا اور نوحے
شعراً ولا تنادی بالویل	کرنے والی نہ لانا۔
ولا تقیمی علیّ نائحۃً	

(فروع کافی ۔ ج ۲ ص ۲۳۸)

(۲۰) عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل ولا یعصینک فی معروفٍ قال المعروف ان لا یشققن جیبًا ولا یلطمن خدًا ولا یدعون ویلًا ولا یتخلفن عند قبرٍ ولا یسودن ثوبًا ولا ینشرن شعرًا۔	امام جعفر صادقؑ نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے قول وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کی تفسیر میں فرمایا معروف یہ ہے کہ عورتیں گریبان نہ پھاڑیں اور چہرہ پر تھپڑ نہ ماریں اور ہائے وائے نہ کریں اور قبر پر نہ جائیں اور کپڑے کالے نہ کریں اور بالوں کو پراگندہ نہ کریں۔

(تفسیر صافی ص ۵۱۷، فروع کافی ج ۲، ص ۲۲۸)

(۲۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فرمایا:۔

حضرت فرمود، در مصیبت ہا طمانچہ بر روئے خود مزنید و روئے خود را مخراشید و موئے خود را مکنید و گریبانِ خود را چاک مکنید و جامہ خود را سیاہ مکنید و واویلا مگوئید۔	کہ مصیبتوں میں اپنے منہ پر تھپڑ نہ مارنا اور اپنے چہرے کو نہ چھیلنا اور اپنے بالوں کو نہ نوچنا اور اپنے گریبان نہ پھاڑنا اور اپنے کپڑوں کو سیاہ نہ کرنا اور واویلا اور شور نہ کرنا۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۴۷)

(۲۲) ام الحکم بنتِ حارث بن ہشام نے جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھی، یہ عرض کی کہ وہ نیکی جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اُس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے؟ فرمایا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) وہ یہ ہے:۔ کہ

"تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو، اپنے منہ نہ نوچو، اپنے بال نہ کھسوٹو، اپنے گریبان چاک نہ کرو، اپنے کپڑے کالے نہ رنگو اور ہائے وائے کر کے نہ رووٴ"

(مقبول ترجمہ ص ۱۰۹۹ شیعہ۔ حاشیہ ۱ آیت ۱۲)

يَعْصِيْنَكَ فِي مَعْرُوْفٍ۔

(۲۳) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

یا اشعث ان صبرت جری علیک القدر وانت ماجور وان جزعت جری علیک القدر وانت ماذور۔	اے اشعث! اگر تو مصیبت میں صبر کرے گا تو تقدیر تجھ پر اس حال میں جاری ہوگی کہ تجھے اجر و ثواب ملے گا اور اگر تو نے جزع و فزع کی تو تقدیر تجھ پر اس حال میں جاری ہوگی کہ تو گناہ گار ہوگا۔

(نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۲۴)

(۲۴) قال علیہ السلام من لم ینجہ الصبر	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص کو صبر نجات نہ دلائے

(۲۵) قال علیہ السلام و من ضرب یدہ علیٰ فخذہ عند مصیبۃ حبط عملہ۔

حضرت سیدنا علیؓ نے فرمایا جو شخص اپنی کسی مصیبت میں اپنے بدن و ران پر ہاتھ مارے گا اس کے عمل برباد ہو جائیں گے۔

(نہج البلاغہ۔ ج۳ ص۱۸۵)

اھلکہ الجزع

اس کو جزع و فزع ہلاک کرے گی۔

(نہج البلاغہ۔ ج۳ ص۱۹۵)

(۲۶) سیدنا حضرت حسینؓ نے اپنی ہمشیرہ سیدہ زینبؓ کو فرمایا:۔

اے خواہر من! ترا قسم می دہم و باید کہ بہ قسم من عمل کنی وقتے کہ من کشتہ شوم گریبان در مرگ من چاک مزنی و چہرہ خویش را بہ ناخن نہ خراشی و از برائے شہادت من بہ ویل و ثبور فریاد نہ کنی۔

اے میری پیاری بہن تجھے قسم دیتا ہوں اور میری قسم پر ضرور عمل کرنا۔ جب میں شہید ہو جاؤں میری وفات پر گریبان نہ پھاڑنا، اور اپنے چہرہ کو ناخن سے زخمی نہ کرنا اور میری شہادت پر ہائے وائے کر کے نہ رونا۔

(منتہی الآمال، ج۱ ص۲۴۱)

(۲۷) حضرت امام زین العابدین نے سیدہ زینب کو کہا:۔

مے دانی کہ بعد از مصیبت جزع کردن سودے نمی کند

آپ جانتی ہیں کہ مصیبت کے بعد جزع فزع کرنا کوئی فائدہ نہیں کرتا

وبگریہ و نالہ آں کہ از دنیا	اور رونے چلانے سے جو کہ
رفتہ باز نخواہد	دنیا سے گزر گیا ہے واپس نہیں
گشت۔ (منتہی الآمال ج ۱ ص ۴۱۳)	آسکتا۔

(۲۸) نیز سیدنا زین العابدین ؓ نے ابنِ زیاد کو فرمایا:۔

مرا بکشتن مے ترسانی	تو مجھے قتل کرنے سے ڈراتا ہے
مگر نمے دانی کہ کشتہ شدن	شاید تو یہ نہیں جانتا کہ قتل
عادت ما است و شہادت	ہو جانا ہماری عادت ہے
کرامت و بزرگواری	اور شہید ہونا ہماری عزت و
ما است۔	بزرگی ہے۔

منتہی الآمال۔ ج ۱ ص ۴۱۴

تو اِن ارشاداتِ عالیہ کے بعد محبانِ اہل بیت، ہم مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ بزرگوں کی شہادت پر صبر کی بجائے نوحہ و ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا، بدن اور چہرہ کو زخمی کرنا، کپڑے کالے کرنا وغیرہ کیسے جائز یا کارِ ثواب ہو گا۔

(۲۹) قال امیر المومنین	یعنی سیدنا علی نے اپنے
علیہ السلام فیما	اصحاب کو جو تعلیم دی تھی اس
علّم بہ لاصحابہ	میں فرمایا کہ:۔
لاتلبسوا السواد	سیاہ کپڑے مت پہنو کیونکہ یہ

فانہ لباس فرعون — فرعون کا لباس تھا۔

(۳۰) **فائدہ** صاحب مصیبت کو لازم ہے کہ صبر کرے طمانچے منہ پر نہ مارے۔

تحفۃ العوام صـ۲۳۱ مصنفہ سید احمد علی۔

(۳۱) اور احادیث بسیار میں وارد ہوا ہے کہ جو کوئی وقتِ مصیبت اپنی ران پر ہاتھ مارے تو اس کے کل اعمالِ نیک حبط یعنی باطل ہو جائیں گے۔ پس لازم ہے کہ شیون و فریاد اور نالہ و بے قراری نہ کرے۔

تحفۃ العوام صـ۲۳۲ مصنفہ سید احمد علی۔

اس قسم کے دیگر حوالہ جات کتب شیعہ جلاء العیون وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں۔

سوال:- حضرت زینب نے حضرت حسینؓ سے خواب سُنا تو فلطمت وجھھا وقالت — اپنے چہرہ پر تھپڑ مارا اور کہا یا ویلتا — ہائے افسوس۔

(تاریخ ابن جریر طبری مصری، ج ۶ صـ۲۳۷)

اس سے ثابت ہے کہ مصیبت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

جواب:- اس روایت کی سند میں ابو مخنف لوط بن یحییٰ، حارث ابن حصیرہ اور عبداللہ بن شریک عامری تینوں شیعہ ہیں۔

لوط بن یحییٰ شیعی محترق۔ لسان المیزان۔ ج ۴ صـ۴۹۲

حارث بن حصیرہ، ابوالنعمان کوفی یخطئ ورمی بالرفض۔

(تقریب التہذیب ص۸۷)

وکان یومن بالرجعة وھو من المحترقین بالکوفة

فی التشیع۔

(تہذیب التہذیب ج ۵ ص۲۵۳)

سوال :۔ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق مرقوم ہے :۔

لطمت وجھا واھوت	انہوں نے اپنے چہرہ پر تھپڑ
الی جیبھا و شقتہ	مارا اور اپنا گریبان پھاڑا
وخرت مغشیا	اور بے ہوش ہوکر گریں۔
علیھا۔	

(تاریخ ابن جریر طبری۔ ج ٦ ص۲۴۰)

جواب :۔ اس روایت کا راوی بھی وہی لوط بن یحییٰ شیعہ ہے دوسرا حارث بن کعب ازدی کوفی ہے جس کو طوسی نے رجالِ شیعہ میں ذکر کیا ہے۔

(لسان المیزان، ج ۲ ص۱۵٦)

سوال :۔ عن عائشة	سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
ان رسول اللہ	فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

قبض وهو فی	میری گود میں ہوئی تو میں نے
حجری ثم وضعت	آپؐ کے سر کو تکیہ پر رکھا
راسه علی وسادة	اور عورتوں کے ساتھ رونا پیٹنا
وقمت التدم مع	شروع کیا، اور اپنے چہرہ پر
النساء واضرب وجهی	ہاتھ مارے۔

تاریخ ابن جریر طبری، ج ۳ ص ۱۹۷

وسیرۃ ابن ہشام معہ زاد المعاد، ج ۲ ص ۴۳۵

جواب :- اس روایت کی سند میں محمد بن حمید رازی ہے جس کے متعلق لکھا ہے :-

كذاب صاحب بلاء	نہایت جھوٹا ہے مفسد ہے۔

(قانون الموضوعات للمقدسی ص ۲۸۹ ۔ تہذیب التہذیب۔ ج ۹ ص ۱۳۰)

اور دوسرا راوی سلمہ بن فضل ابرش انصاری ہے جس کے متعلق لکھا ہے

قال نسائی ضعیف و	یعنی یہ راوی ضعیف اور
عن معین کان یتشیع	شیعہ تھا۔

تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۵۴

اور تیسرا راوی محمد بن اسحٰق ہے جس کے متعلق لکھا ہے :-

انه دجّال كذاب متهم بالقدر۔ كان يتشيع يحدث عن المجهولين احاديث باطلة۔

(تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸-۳۹)

میزان الاعتدال۔ ج ۳ ص ۲۱- ۲۲

تاریخ خطیب بغدادی، ج ۱، ص ۲۲۴ تا ۲۳۰

نہایت تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ ایسی بے اصل روایات پیش کی جاتی ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف کی واضح آیات اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ارشادات اور ائمہ اہل بیت کی صحیح روایات کے مقابلہ میں ایسی جھوٹی باطل و بے اصل روایات سے حجت پکڑ کر عمل کرنا کسی دین دار مومن کے لیے تو باعثِ اطمینان اور لائقِ ایمان نہیں ہو سکتا۔ والی اللہ المشتکے۔

تعزیہ

سوال:۔ کیا تعلیماتِ قرآنیہ اور ارشاداتِ نبویہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اقوال و افعال ائمہ کرام علیہم السلام میں تعزیہ سازی کا کوئی ثبوت ملتا ہے اور یہ کچھ نیکی اور ثواب کا کام بھی ہے؟

جواب:۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال و افعال ائمہ اہل بیت میں اس کا ذرہ بھر کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ بالکل بے اصل اور بے بنیاد رسم ہے۔ کیونکہ دین تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں کامل و مکمل

CamScanner

ہو چکا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ
اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ
الْاِسْلَامَ دِیْنًا

جناب نبی علیہ السلام اور سیدنا علیؓ اور ائمہ اہل بیت عظام کے صدیوں بعد یہ رسم امیر تیمور کے زمانہ میں ایجاد کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کئی سو معصوم انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے دین کے لیے شہید ہو چکے تھے۔ مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مظلوم و معصوم شہید انبیاء علیہم السلام کے لیے کوئی تعزیہ اور ماتم و نوحہ کا طریقہ جاری نہ فرمایا۔ پھر آپؐ کی مقدس زندگی میں بڑے بڑے جلیل القدر مہاجر و انصار صحابہ کرامؓ کفار کے مقابلہ میں بدر، اُحد، احزاب، خیبر وغیرہ میں دین اسلام کی خاطر بھوکے پیاسے مظلومانہ شہید ہوئے۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اسد اللہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ اللہ تعالےٰ کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ مگر ان حضرات کی عالی شان شہادت کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؓ وغیرہ نے کبھی کوئی تعزیہ اور ماتم وغیرہ کا طریقہ جاری نہ کیا۔ اسی طرح سیدنا علیؓ نے سب سے بڑی مصیبت و صدمہ کی بات یعنی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد تعزیہ،

نوحے، ماتم کا کوئی طریقہ جاری نہ کیا۔ اسی طرح حضرات حسنین کریمین نے سیدنا علی المرتضیٰ کی شہادت کے بعد تعزیہ اور ماتم و نوحے کی رسم کو جاری نہ کیا اور حضرت امام زین العابدین اور حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق اور حضرت موسیٰ کاظم اور حضرت علی رضا اور حضرت محمد تقی اور حضرت علی نقی اور حضرت حسن عسکری رحمہم اللہ اجمعین نے نہ کبھی تعزیہ بنایا اور نہ کبھی کسی کو بنانے کا حکم فرمایا۔ قرآن شریف اور حدیث پاک اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر ایمان و عقیدت رکھنے والوں کے لیے فرض ہے کہ وہ ان کے ارشادات کی پیروی کر کے دنیا و آخرت میں سرخ رُو ہوں اسی میں حقیقی کامیابی اور نجات ہے اور یہی جنت کا راستہ ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک جدید راستہ اور رسم و رواج دین میں جاری کرنا خدا و رسول اور ائمہ علیہم السلام سے اپنے آپ کو زیادہ علیم حکیم اور زیادہ معاملہ فہم سمجھنا ہے گویا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ دین ہمارے لیے اس نیکی کو نہ سمجھ سکے اور ہم نے خود سوچ لی ہے سبحٰن ربك رب العزة عما یصفون۔

سوال:۔ اسلام میں کسی کی موت یا شہادت کے بعد کتنے عرصہ تک سوگ اور غمی کے باعث زیب و زینت ترک کرنے کی اجازت ہے۔

جواب:۔ عورت کا خاوند فوت ہو تو اس کو چار ماہ دس دن تک حکم ہے کہ حالتِ سوگ میں رہے۔ زیب و زینت نہ کرے خوشبو نہ لگائے اس کے علاوہ کسی کی فوتگی کے بعد تین دن سے زیادہ سوگ میں رہنے

کی اجازت نہیں کہ زیب و زینت ترک کیا جائے اور شادی نکاح وغیرہ کو بھی ترک کیا جائے جیسے کہ بعض لوگ کہتے اور سمجھتے ہیں کہ فلاں فلاں ایام اور فلاں مہینے میں شادی بیاہ نہ کرو کہ اس میں فلاں بزرگ کو تکلیف اور ان کی وفات اور شہادت ہوئی تھی، کیونکہ اس طرح تو سارے سال کے کسی مہینے اور دن میں زیب و زینت شادی نکاح کرنے کی اجازت نہ مل سکے گی۔ کیونکہ سال کا کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں کسی نبی، صحابی امام، ولی، غوث و قطب کی وفات یا شہادت نہ ہوئی ہو۔ تو اس قسم کے اوہام و ظنون اور رسم و رواج کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں۔

اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابِ کرامؓ اور اہل بیت عظام کی سچی عقیدت و محبت اور تابعداری اور پیروی کی توفیق بخشے، اور ان چند سطور کو منظور و مقبول فرما کر مسلمان بھائیوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین۔

وما توفیقی الا باللہ ط

جامعہ انوار الصحابہ رضی اللہ عنہ ایک نظر میں

- الحمد للہ! اکابر علماء و بزرگانِ دین کی خصوصی دعاؤں اور بابرکت ہاتھوں سے جامعہ انوار الصحابہ کا ۱۹۹۲ء میں سنگِ بنیاد رکھا گیا۔
- جامعہ میں شعبۂ تحفیظ کی سترہ ۱۷ کلاسیں ہیں جس میں محنتی اور مشفق قراء کرام تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔
- جامعہ کو درسِ نظامی دورۂ حدیث تک تمام شعبہ جات میں ماہر و تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔
- سالانہ تعطیلات میں تفسیر القرآن، دورۂ صرف و نحو (عربی گرامر) اور مناظرہ اَدیانِ باطلہ پڑھائے جاتے ہیں۔ جس میں ملک کے طول و عرض سے علماء کرام اور کراچی شہر کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد استفادہ کرتے ہیں۔
- جامعہ اور اس کی شاخوں سمیت مقیم طلبہ (مہمانانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعداد چھ ۶ سو سے متجاوز ہے۔ نیز طالبات کی تعداد تقریباً دو سو پچاس ۲۵۰ ہے جو کہ غیر رہائشی ہیں۔

نوٹ: جامعہ میں طلبہ و طالبات کی دینی، علمی اور اخلاقی تربیت پر مشتمل عملہ ہمہ وقت مصروفِ عمل ہے۔ جامعہ تمام مقیم طلبہ (مہمانانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی جملہ ضروریات کا کفیل ہے جبکہ جامعہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے تمام اخراجات اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مخیر حضرات کے صدقات و عطیات اور زکوٰۃ سے پورے فرماتے ہیں۔

الدّاعی الی الخیر

اراکین جامعہ انوار الصحابہ میٹروول III، بلاک ۲، گلزار ہجری، کراچی

فون: ۳۴۶۵۰۹۸۸ - ۳۴۶۴۱۴۰۴ - ۰۲۱

CamScanner